

برصغیر میں قرآن حکیم کا پہلا مکمل فارسی ترجمہ

حضرت خندم نوح سرور ہلالی رحمۃ اللہ علیہ سندھی نے دسویں صدی ہجری میں "القرآن الحکیم" کا مکمل ترجمہ مع تفسیر کے فارسی زبان میں کیا۔ یہ نہ صرف سندھ بلکہ پورے برصغیر پاک و ہند میں قرآن مجید کا پہلا مکمل فارسی ترجمہ ہے۔ یہ نسخہ پاکستان کے ادیب سندھی ادبی بورڈ لاہور نے ۱۴۰۱ھ (۱۹۸۱ء) میں اس وقت کے چیئرمین علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کی نگرانی میں بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ علامہ موصوف نے فارسی زبان ہی میں اس نسخے کی تقدیم و تحشہ و تصحیح کے فرائض بطریق احسن انجام دیئے ہیں۔ اس قرآن فہید کی طباعت و اشاعت انتہائی نفیس اور صوری و معنوی اعتبار سے معیاری انداز میں ہوئی ہے۔

"القرآن الحکیم" کے اس مطبوعہ نسخے کی کل ضخامت بڑے سائز پر ۳۶۰ صفحات ہے۔

جس میں سے عربی متن (یعنی اصل قرآن بھی) ۱۰۱ صفحات پر اور فارسی ترجمہ و تفسیر بھی ۲۱۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

کتاب کے شروع میں علامہ قاسمی کا معلومات آفریں "مقدمہ" ہے جو چالیس صفحات پر محیط ہے۔

ساتویں صدی ہجری یعنی حضرت خندم نوح کے ترجمے سے پہلے کی صدیوں میں ملنا و فقہانے ہند نے اپنے اپنے عہد میں قرآن شریف کے فارسی ترجمے کیے۔ لیکن یہ تمام ترجمے چند سورتوں یا آیتوں تک محدود تھے۔ مثلاً علامہ شہاب الدین دولت آبادی کی تفسیر "الدرجات" نویں صدی ہجری کی تالیف ہے یہ سورہ فاتحہ سے سورہ انعام تک ہے۔ علامہ ابو الفضل (المتوفی ۹۵۸ھ) نے بھی دسویں صدی ہجری کے وسط میں تفسیر آیۃ الکھسی لکھی۔

علامہ غلام مصطفیٰ فاضل فاضل نے مقدمے میں ان تفاسیر کے علاوہ کتب خانہ اصفیہ حیدرآباد (دکن) کے والے سے جن قلمی نسخوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں شیخ نظام الدین نقاشی کی تفسیر فارسی ریاض القدس پارہ عم، نامعلوم ترجمے کی تفسیر سورہ الملک و سورہ المدثر اور حضرت شاہی کی تفسیر معالم الاسرار ہے۔

دسویں صدی ہجری میں حضرت مخدوم نوح ہالائی کے مکمل فارسی ترجمے کے بعد گیارہویں صدی ہجری سے علانے کرام نے ترجمہ و تفسیر کی طرف زیادہ توجہ دی۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم نے معائنہ کی اصلاح و تطہیر کی خاطر تحقیق و تفہیم کے ساتھ دس قرآن کا سلسلہ جاری کیا۔ وہ سبق کے طور پر قرآن کے متن کو لفظ بہ لفظ ترجمہ و تفسیر کے ساتھ سمجھاتے تھے۔ طلباء کے سامنے وضاحت سے مطالب قرآن بیان فرماتے تھے اور آیات قرآنی کی روشنی میں مسائل زندگی پر بحث کرتے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم کا نظریہ یہ ہے قرآن حکیم ایک فن کی کتاب ہے۔ اہل علم کو اس فن میں کامل و سترس ہونی چاہیئے۔

شاہ عبدالرحیم کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا کہ ان کے نامور فرزند حضرت شاہ ولی اللہ (وفات ۱۱۷۶ھ) نے اپنے والد کا طریقہ اختیار کیا۔ شاہ صاحب نے ۱۱۵۵ھ میں فتح الرحمن کے نام سے قرآن مجید کا مکمل فارسی ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ بارہویں صدی ہجری میں ہوا۔

تیرھویں صدی ہجری میں جو تفسیر مشہور ہوئی وہ حضرت شاہ ولی اللہ کے خلیفہ رشید حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۸ھ) کی تفسیر فتح العزیز معروف بہ تفسیر عزیزی ہے یہ تفسیر مکمل نہیں ہے صرف سورہ بقرہ اور پارہ عم پر مشتمل ہے۔

شمس العارفین، فوٹ الحج حضرت مخدوم نوح ہالائی "علوم ظاہری و علوم باطنی کے مجموعہ کمالات بزرگ تھے۔ علوم قرآن، حدیث، تفسیر، تجوید، فقہ اور مسائل دینی و دنیوی پر گہری نظر رکھتے تھے۔ قرآنی آیات کی تفسیر و تفہیم اور احادیث نبوی کی توضیح و تشریح آسان الفاظ میں ایسے دلآویز پیرائے میں بیان فرماتے کہ اُس عہد کے بڑے بڑے علماء و فقہاء ان کی ذہانت و ادراک اور تجربہ علمی کے مداح و معترف ہوتے ان کے درس و تفسیر کی شہرت اتنی زیادہ تھی کہ دور دور سے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ مسائل قرآنیہ کے ساتھ دیگر مسائل حیات

کا علی دریافت کرتے اور ان کی بارگاہ سے فیض یاب ہو کر اٹھے۔ حضرت خذرم نوح ہالائی کی دینی و فرائضی خدمات کا اندازہ ان کے ملفوظات و مکتوبات کے علاوہ ان کے ترجمہ و تفسیر قرآن سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

علامہ غلام مصطفیٰ تاسعی حضرت خذرم نوح ہالائی کے فارسی ترجمے کی بہت سی خصوصیات بیان کرتے ہیں۔ مثلاً :

- ۱۔ قدامت میں انھیں شرف قبولیت حاصل ہے۔
- ۲۔ اس میں مقطعات و متشابہات کے امرا و درموز کے واضح اشارے ہیں۔
- ۳۔ ہر صفحے کے داہنی طرف قرآن کریم کا اصل متن ہے۔ اس کے مقابل ہر صفحے پر آیت کا سلیس اور جامع ترجمہ ہے ساتھ ہی متشابہ آیات کی تائید و تفسیر بھی ہے۔ حاشیے میں آیات کی تفسیر، محاوروں، استعاروں، پرہیزی لفظوں اور جملوں کی تحقیق شامل ہے علامہ تاسعی نے جگہ جگہ اس کی حاشیے میں نشاندہی کی ہے۔
- ۴۔ بین السطور مسائل کا ترجمہ اس فوٹن اسلوبی سے کیا گیا ہے کہ کسی اور ترجمے یا تفسیر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔
- ۵۔ ترجمے کی زبان اس قدر سہل اور آسان ہے کہ عالم اور غیر عالم سب اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔
- ۶۔ ایک سو چودہ سورتوں کے شروع میں ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کا ایک سو چودہ مرتبہ پورا ترجمہ کیا گیا ہے، ہر ترجمہ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اسی طرح ہم معنی آیتوں کے ترجمے بھی مختلف الفاظ اور جملوں کے انداز میں کیے ہیں۔ یہ حدیث فارسی کے کسی دوسرے ترجمے میں دیکھنے میں نہیں آتی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قدرت نے مترجم کو ترجمے کے فن میں بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے اور یہ فارسی زبان و ادب پران کی بے مثال و سترس کا ثبوت ہے۔

۷۔ ترجمہ و تفسیر میں اسلاف مفسرین و محدثین کے طرقیوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

۸۔ ترجمے کے ضمن میں مختصر تالیفات سے معانی و مطالب کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے علمی و فاضل ہونے کے وجہ سے تعلیقات میں بھی انداز اختیار کیا تھا اور طباعت کے وقت ایسے ہی تعلیقات حاشیے میں شامل کیے گئے ہیں۔ قرآن مجید اور اس کے ترجمے و تفسیر کا اصل نسخہ مترجم و مفسر حضرت خذوم نوح بالائی کے زیر نگرانی ان کے مرید و خلیفہ خاص حضرت بہاؤ الدین گوڈریہ ٹھٹھوی نے لکھا تھا جو ٹھٹھکی مین برادری کے فرد تھے حضرت خذوم اور ان کے دیگر مریدین بہاؤ الدین گوڈریہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ بہاؤ الدین گوڈریہ کے عقیدت مندوں میں سندھو کے عظیم صوفی شاہ عبداللطیف بھٹائی کے جدا نجد (حضرت خذوم نوح کے خلیفہ خاص) حضرت شاہ عبدالکرم بڑی واسے (متوفی ۱۰۳۲ھ) بھی تھے۔ سندھی کے عظیم المرتبت صوفی شاہ قاضی قاضی سوتانی (متوفی ۹۵۸ھ) حضرت خذوم کے ہم عصر تھے۔ قاضی قاضی اور شاہ کرم دونوں وادی ہریان کی برگزیدہ علمی و دینی شخصیات تھے۔

یہ نسخہ دو خطوں میں لکھا گیا ہے۔ خط قرآن مقدس سیامی میں، ترجمہ سرفی میں، ہر سطر کے نیچے ترجمہ ہے۔ علامہ قاسمی مقدمہ (ص ۱۵) میں تحریر فرماتے ہیں: ”پہلے یہ خیال تھا کہ اسی نسخے کو آفسٹ میں چھاپا جائے، لیکن خط قرآن رسم الخط مصحف عثمانی کے مطابق نہ تھا اور ان میں بہت سی غلطیاں تھیں۔ لہذا یہ ارادہ ترک کر دیا گیا۔ اول تا آخر نسخے کی از سر نو کتابت کرائی گئی اور اس کی طباعت آفسٹ میں عمل میں آئی۔“

اصل نسخے کے درج اولیٰ میں جو عبارت درج ہے اس سے اس کا سن کتابت معلوم ہوا۔ ”بدائع بعد از آوردن کربھی از شہر تہہ مورقہ بیست و ہفتم ماہ شعبان در نوشتن ترجمہ بعد شروع کردم در تاریخ ۱۰۱۱ھ بفضل و کرم امید کہ بحرمت قرآن و حرمت نبی آفر الزمان جلد ترجمہ بخیر و سلامت تمام کرد آمین آمین“

قرآن کرم اور حضرت خذوم نوح کے ترجمے مع تفسیر کا یہ اصل نسخہ درگاہ سرور ہالا کے موجودہ سولہویں سجادہ نشین اور سردری جماعت کے پیشوا خذوم محمد زمان طالب المولیٰ کی ملکیت ہے۔ ان ہی کی تحریک پر علامہ قاسمی نے اسے مدون کیا۔ اس نسخے کی کتابت ۱۱۰۱ھ میں ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ پانچ سو سالہ پرانا نسخہ ہے پانچ صدیاں گزرنے کے بعد اس کے کاغذ

کا خستہ و خراب ہونا، ننگ کا بدلنا، مردف کا مدہم ہونا اور اکثر حصول کا ناقابل نوا۔ یہ صورت اختیار کر لیتا کوئی تعجب خیز بات نہیں تھی۔ ان حالات میں علامہ قاسمی کو خطوط طے کئے پڑھنے، تصحیح کرنے، صاف کرنے اور کتابت و طباعت کے لائق بنانے میں جس تکلیف دہ صورت حال اور دشوار گزار مرحلوں سے گزرنا پڑا اس کا اندازہ دہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو اس قسم کے کاموں سے واسطہ پڑتا ہے۔

بہر حال یہ علامہ موصوف کی خطوطہ شناسی، عربی و فارسی علوم و دنیاویوں پر قدرت، ترجمہ و تفسیر کی تفہیم و تدوین سے مکمل واقفیت، دین سے گہرا لگاؤ، اللہ اور اس کے رسولؐ سے بے پناہ محبت کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے کئی سال کی شب دروز محنت شاقہ، عرق ریزی اور دیدہ وری کے بعد ہر قسم کی مشکلات پر قابو پایا اور تکمیل کی آخری منزل پر پہنچا کر دم لیا۔

علامہ قاسمی نے اپنی بنگالی میں کتابت و طباعت کروائی۔ عربی متن کی کتابت بخاری مسجد بھیم پورہ کراچی کے عبدالرزاق خطاط نے کی۔ فارسی متن کی کتابت لاہور کے ایک خوش نویس نے کی ہے (جن کا نام تاحال معلوم نہیں، موسکلا عربی متن کے ہر صفحہ کے سامنے فارسی ترجمہ و تفسیر آیت بہ آیت نمبر وار لکھی گئی ہے۔ عربی و فارسی دونوں کی کتابت بہت عمدہ ہے خطوں اور سطروں میں یکسانیت و ہم آہنگی ہے۔ یہ سب کچھ علامہ قاسمی کی خصوصی توجہ اور مسلسل محنت سے ہو سکا ہے۔ علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی نے مقدمے میں قرآن مجید کے نزول سے لے کر اس کے قلمی نسخوں اور تمام دنیا میں اس کی ترویج کی تاریخ بیان کر دی ہے اسناد و دلائل کے ساتھ انھوں نے قرآن حکیم کی تفصیلات اور علوم قرآنی کی اشاعت پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔ مثلاً جمع قرآن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے، ثمروط تفسیر قرآن، تفسیر آیات متشابہات اور مسئلہ نسخ و قرآن وغیرہ کو خوب واضح کیا ہے۔

”ذکر برقی از تراجم و تفاسیر قرآن در زبان فارسی“ کے زیر عنوان ان تمام تراجم و تفاسیر کا اجمالی احاطہ کیا ہے جو تبلیغ قرآن کے ابتدائی دور سے لے کر حضرت خدوم نوح ہالائی (متوفی ۹۹۸ھ) اور ان کے بعد حضرت شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ، ان کی اولاد اور ان کے عہد کے دیگر علماء و فقہاء کے توسط سے معرض وجود میں آئے۔

ان کی نگارش سے ثابت ہوتا ہے کہ برصغیر میں فارسی زبان میں جتنے ترجمے ہوئے، ان میں حضرت مخدوم نوح ہالائی کو اولیت حاصل ہے یعنی حضرت مخدوم کا ترجمہ پاک دہند میں قرآن کا پہلا فارسی ترجمہ ہے ان سے پہلے جن حضرات نے ترجمے کیے وہ کسی سورہ یا پارے تک محدود تھے۔ مکمل فارسی ترجمہ یہی ہے۔ چالیس صفحات کے مقدمہ میں مخدوم نوح ہالائی کے حالات اور ان کے علمی و تحقیقی مرتبے کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔

حواشی

۱۔ اس ترجمے کے بارے میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب و "حجی منظم" مصنفہ علامہ سیاب اکبر آبادی (مطبوعہ سیاب الکیڈمی کراچی ۱۹۸۱ء) کے دیباچے میں تحریر فرماتے ہیں:

"دہلی سے عرصہ ہوا فارسی زبان کے دو ترجموں والا قرآن پاک شائع ہوا تھا۔ ان میں سے ایک ترجمہ شیخ سعدی سے منسوب کیا گیا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ ترجمہ حضرت علی ابن محمد المعروف میر سید قمر لطف برہانی (متوفی ۸۱۶ھ) کا ہے اور دوسرا ترجمہ شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی ۱۱۶۶ھ) کا ہے لیکن شاہ صاحب سے پہلے محمد نوح ہالائی (متوفی ۹۹۸ھ) نے فارسی میں ترجمہ کیا تھا جس کا ایک پارہ رقم (ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان) نے شائع کیا تھا؟

۴۰ یہ عاجز (دفاعی) کی نیشتر قسمتی ہے کہ اسے علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی جیسے استاد معظم کی براہ راست رہنمائی اور ان کے مقدمہ کی روشنی میں حضرت مخدوم نوح ہالائی کے ترجمہ فارسی کے بارے میں یہ چند سطریں قلمبند کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

۲۰ ذکر برخی از تراجم و تفاسیر قرآن در زبان فارسی از علامه غلام مصطفی قاسمی ص ۱۵-۱۶.

ملاحظہ ابیات شاہ کیم مترجم ڈاکٹر نجم الاسلام، مطبوعہ انسٹی ٹیوٹ آف سندھالاجی
سندھ یونیورسٹی جام شورو ۱۹۸۷ء۔